حافظ راشد الحق سمیع حقانی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی خدمت میں پانچ روز

(آخری قسط)

حضرت علی میاں مدظلہ نے آج اپنے عظیم استاذ حضرت لاہوری صاحب رحمہ اللہ کے مزار پر جانے کا پروگرام بنایا۔ جامعہ اشرفیہ سے چند گاڑیوں کا قافلہ میانی صاحب کے قبرستان کی جانب روانہ ہوا۔ اس قبرستان میں ایک عالم محو استراحت ہے۔ یہاں علم ودانش اور حکمت ومعرفت کے بڑے بڑے آسمان زیرزمین محوخواب ہیں۔ حضرت لاہوری صاحبؒ کے مزار پر تقریباً ہم نو بجے پہنچے۔ مولانا اجمل قادری صاحب، حضرت علی میاں مدظلہ کو سہارا دے کر مزار پر لے گئے۔ حضرت علی میاں مدظلہ یہاں اپنے استاذ کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ سارے ماحول پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ حضرت نے یہاں پر کافی دیر تک اوراد، وظائف واذکار پڑھے اور حضرت شیخؒ کی روح کیلئے ایصال ثواب کے طور پر فاتحہ پڑھی۔ ان کے چہرے مبارک پر عقیدت اور محبت کے آثار نمایاں تھے۔ یہاں پر کچھ دیر قیام فرمانے کے بعد ہمارا قافلہ شاہی مسجد کی جانب روانہ ہوا، میانی صاحب کے قبرستان کے بیچوں بیچ غازی علم دین شہیدؒ کے مزار سے گزرتا ہوا شاہی مسجد پہنچا۔ جس کے سیڑھیوں کے قریب مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال نوراللہ مرقدہ کا مزار ہے۔ ہمارا مختصر سا قافلہ مزار اقبالؒ کے سامنے رکا۔ ہم سب حضرت کی معیت میں حضرت اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر پر پہنچے حضرت علی میاں مدظلہ اور جناب مولانا فضل رحیم صاحب، مولانا اجمل قادری صاحب اور راقم حضرت کی پہلو میں کھڑے تھے اور مولانا علی میاں مدظلہ مزار اقبالؒ کے دائیں پہلو میں کھڑے تھے۔ عقیدت ومحبت، جذب وکیف کا ایک عجیب عالم تھا۔ علامہ اقبالؒ کی شاعری کا بہترین اور ممتاز ترین شارح عقیدت کے ساتھ سر جھکائے کھڑا تھا۔ میں جو حضرت اقبالؒ کا مجنونانہ حد تک عاشق وپروانہ ہوں۔ یہ منظر دیکھ کر پھولے نہیں سما رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ حضرت علی میاں مدظلہ علامہ اقبالؒ کے مزار پر بھی حاضری دینے جائینگے۔ لیکن دل میں ایک تمنا تھی کہ کاش کہ حضرت کو کچھ وقت ملے یا مجھ میں اتنی جرات ہو کہ حضرت سے کہوں کہ علامہؒ کے مزار پر بھی جانا

چاہئیے۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد مولانا اجمل قادری صاحب نے حضرت علی میاں مدظلہ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب سنایا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ "علامہ اقبالؒ جنت کے باغیچوں میں گھوم رہا ہے"۔ یہ سن کر حضرت کا چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ آپ نے مزار کے احاطے میں سارا وقت حضرت اقبالؒ کے فارسی کلام کے اشعار آہستہ آہستہ پڑھتے رہے، میں محسوس کرہا تھا کہ حضرت کو یہاں آکر کتنی بڑی خوشی اور مسرت ہورہی ہے بعد میں آپ شاہی مسجد دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے۔ بعض افراد نے کہا کہ یہاں نیچے سے ہی آپ مسجد دیکھ لیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے اوپر مسجد میں جانا ہے۔ آپ نے شاہی مسجد کی لمبی سیڑھیاں جذب وشوق کیساتھ خود ہی طے کیں۔ اور کسی کرسی وغیرہ کا سہارا قبول نہیں کیا۔ حضرت مدظلہ نے مسجد کے صدر دروازے میں شرکاء سمیت دو رکعت نوافل پڑھے اور ایک بھرپور نگاہ مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی یادگار اپنے زمانہ طالب علمی کے دور کے مسکن پر ڈالی۔ آپکی نگاہوں سے عقیدت ٹپک رہی تھی۔ اور انس و محبت کی قوس قزح جھلکتی تھی۔ آپ نے صحن سے گزرتے ہوئے مسجد کی دائیں طرف کے پہلے حجروں کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں پر میں نے زمانہ طالب علمی میں چندماہ قیام کیا تھا۔ راقم نے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کس زمانے کی بات ہے؟ آپ نے فرمایا ۱۹۳۰ء کے قریب کا وقت تھا۔ اس کے بعد حضرت نے ہمارے استفسار پر اور کئی مختلف واقعات سنائے۔ کہ

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

حضرت نے مسجد کے ہال میں بھی دو رکعت نوافل ادا کیے اور اسکے بعد ایک لمبی نشست ہوئی جس میں کئی تاریخی واقعات سننے کو ملے۔ شاہی مسجد سے نکلتے وقت حضرت نے دوبارہ بیٹھنے کیلئے کہا۔ اور کرسی ڈال کر حضرت کافی دیر تک مسجد اور اسکے میناروں کو دیکھتے رہے۔ نجانے اس دوران حضرت ماضی کی کن یادوں میں محو تھے؟۔ مولانا علی میاں مدظلہ نے حضرت لاہوریؒ، شاہی مسجد اور مزار اقبالؒ کے بعد اب اورینٹل کالج کو تشریف لے گئے۔ یہاں پر ڈاکٹر ظہور احمداظہر صاحب (صدر رابطہ ادب اسلامی پاکستان) اور رابطے کے ناظم جناب ڈاکٹر محمودالحسن عارف صاحب اپنے دیگر ساتھی پروفیسرز لاہور شہر کے دانشوروں، علماء اور کافی تعداد میں وہاں جمع سٹوڈنٹس نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے کالج کے ہال میں شرکاء مجلس کو اپنے بڑے قیمتی حالات اور واقعات زمانہ طالب علمی کے سنائے۔ حضرت یہاں آکر بہت خوش تھے۔ کیونکہ یہ محفل علماء، دانشورز، پروفیسرز حضرات کی تھی۔ آپ نے لمبی گفتگو فرمائی اور ایک واقعہ بھی سنایا کہ جب ہندوستان سے میں پہلی دفعہ لاہور آیا یہاں پر ہمارے رشتہ دار تھے۔ انہوں نے میری پڑھائی کے سلسلے میں اس کالج کے پرنسپل سے

مشورہ کرنا چاہا ۔ پرنسپل صاحب نے ہمیں کھانے کی دعوت پر گھر بلایا ۔ دوسرے دن کالج کے سارے لوگ حیران تھے ۔ کہ یہ تو بڑی انوکھی اور اعزاز والی بات ہے کہ پرنسپل صاحب نے آپکی دعوت کی ہے ؟ بہرحال میری چند عربی زبان کی تحریریں ہمارے رشتہ دار نے آپکو دکھائیں اور یہ بھی بتایا کہ یہ سکول میں بھی بہت تیز ہیں اور ان کا تعلیمی ریکارڈ بہت اچھا ہے ۔ آگے عصری علوم میں ان کو کس مضمون میں داخل کریں ؟ پرنسپل نے میری عربی استعداد اور تعلیمی کوائف کے بعد ہمارے عزیز کو بتایا کہ اس لڑکے کو عربی علوم وفنون کی طرف پوری توجہ دینی چاہئیے یہی اسکا اصل میدان ہے ۔ اس کے لیے یہی بہترین راستہ ہے ۔ چنانچہ ان کے مشورے کے بعد میری بھرپور توجہ اسلامی عربی علوم وفنون کی جانب مبذول ہوئی ۔ اس موقعہ پر حضرت مدظلہ نے فرمایا کہ پرنسپل صاحب جو انگریزی تعلیم کے پڑھے ہوئے اور بڑے استاذ تھے اگر وہ چاہتے تو مجھے کالج اور یونیورسٹی کی طرف متوجہ کرنے کی تلقین کرتے ۔ لیکن ان کی عالی ظرفی اور وسعت فکر ونظر نے درست اندازہ کرتے ہوئے ایک اچھا فیصلہ کیا ۔ آپ نے پرنسپل صاحب اور کالج کے بارے میں بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ حضرت کی اس مبارک مجلس میں ملک کے ممتاز خطاط حضرت مولانا نفیس شاہ صاحب مدظلہ جو کہ حضرت کے پیر بھائی بھی ہیں (اور مسلسل آپکی خدمت میں پانچ چھ روز تک رہے) اس کے علاوہ جناب حضرت مولانا فضل رحیم صاحب مدظلہ اور جناب حضرت مولانا عبدالرشید ارشد صاحب مدظلہ ایڈیٹر " الرشید" اور مکہ معظمہ کے جناب مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مدظلہ اور مکہ ہی کے جناب مولانا سعید احمد صاحب اور دیگر اہل علم حضرات جمع تھے ۔ یہاں حضرت نے کالج کے مختلف حصے دیکھے اور خصوصاً وہ کمرہ بھی دیکھا جہاں آپ نے پرنسپل سے ملاقات کی تھی ۔ کالج کے بعد حضرت مدظلہ یونیورسٹی کیمپس کے شیخ زاید سنٹر تشریف لے گئے جہاں آپ کے اعزاز میں ایک بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا ۔ ہال میں طلبا وطالبات کی ایک بڑی تعداد جمع تھی اور طالبات کیلئے خصوصی پردے کا انتظام تھا ۔ آپ کو خطبہ استقبالیہ پیش کیا گیا اس کے بعد حضرت نے ایک ایسا شاندار جامع ترین پرمغز موجودہ تناظر کے حالات کے عین مطابق بین الاقوامی حالات اور عالمی سیاسی صورتحال ، امریکہ اور مغرب کی سازشوں اور مسلمانوں کے موجودہ مسائل کے متعلق اثرانگیز خطاب فرمایا ۔ حضرت مدظلہ کا یہ خطاب تاریخی نوعیت کا تھا ۔ بعد میں جب حضرت علی میاں مدظلہ جامعہ اشرفیہ تشریف لے گئے تو راقم نے آپکو گاڑی سے اتار کر سہارے سے رہائش گاہ کی طرف لے جارہا تھا تو میں نے آپ کے حضور آہستہ سے عرض کیا کہ حضرت آج کا خطاب ہر لحاظ سے تاریخی اور نہایت اچھا تھا اور اسی طرح اپنے تاثرات کا اظہار کیا ۔ حضرت مدظلہ نے استفہاماً

دریافت کیا کہ آپ وہاں موجود تھے ۔ آپ نے تقریر سنی ؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو آپ کے حضور صبح ہی سے آپکی مجالس میں شرکت کی سعادت حاصل کررہا ہوں ۔ اس موقعہ پر آپ نے میرے تاثرات کے بارے میں انتہائی متواضعانہ انداز میں فرمایا کہ " ہم کہاں کے اچھے ہیں"
حضرت لاہور میں قیام کے دوران رائے ونڈ بھی تشریف لے گئے اور تقریباً آدھا دن آپ نے تبلیغی مرکز میں گزرا ۔ آپ نے وہاں پر ایک روح پرور اور ایمان افروز خطاب فرمایا ۔ اور تبلیغی جماعت کے بانیین حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور حضرت جیؒ کے ساتھ اپنے تعلق کا ذکر کیا ۔ اور ان کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی اور پھر تبلیغی جماعت کے اغراض ومقاصد اور اہمیت کے متعلق گراں قدر کلمات فرمائے اور موجودہ دور میں اسکی ضرورت اور افادیت کی طرف اشارہ کیا ۔ بعد میں آپ نے وہیں دوپہر کی نماز پڑھی ۔ حضرت کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے مرکز میں انسانوں کا ایک سیلاب امنڈ آیا تھا ۔ اس موقعہ پر جناب حاجی عبدالوہاب صاحب اور دیگر اکابرین جماعت موجود تھے ۔ اس سے قبل یہ حضرات مولانا علی میاں مدظلہ سے ملنے کیلئے جامعہ اشرفیہ تشریف لا چکے تھے ۔ اس کے علاوہ جناب حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب مدظلہ بھی مسلسل آپ کے ساتھ ہر جگہ رہے ۔ رائے ونڈ جانے سے قبل میاں محمد شریف (وزیراعظم کے والد) اور میاں شہباز شریف (وزیراعلیٰ پنجاب) کے بار بار اصرار اور دعوت پر آپ مختصر وقت کیلئے ان کے فارم پر بھی تشریف لے گئے ۔ (جو راستے میں واقعہ ہے) فارم کے رولز کے مطابق حضرت علی میاں مدظلہ اور دیگر شرکاء کو شاہی بگھیوں میں بٹھاکر ان کی فرود گاہ تک پہنچایا گیا ۔ جہاں پر میاں شریف صاحب اور ان کے بیٹے میاں شہباز شریف صاحب موجود تھے ۔ مہمانوں کی تواضع کا انتہائی پروقار انتظام تھا اور نوٹ کرنے کی بات یہ تھی کہ باوجود درجنوں ملازمین کے دسترخوان پر مہمان داری کے خدمات میاں محمد شہباز شریف نے انجام دیں ۔ میاں شریف نے اس موقعہ پر حضرت مدظلہ کو عالم اسلام کی بھرپور خدمات پر خراج تحسین پیش کیا ۔ یہاں پر انتہائی مسرت کی بات یہ ہوئی کہ مفتی زین العابدین صاحب نے میاں شریف اور میاں شہباز شریف صاحب کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کی طرف توجہ دلائی ۔ جس میں ملک میں سپریم لاء کے طور پر قرآن وسنت کے حقیقی نفاذ ، بلاسود بینکاری وغیرہ پر عمل درآمد کیلئے کہا گیا ہے ۔ اس موقعہ پر حضرت علی میاں مدظلہ نے دعا کے موقعہ پر ان کو نصیحتیں فرمائی اور ان کی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائی کہ اللہ نے آپ کو موقعہ دیا ہے کہ اس ملک میں نفاذ اسلام کیلئے سنجیدہ کوششیں کریں ۔ حضرت علی میاں مدظلہ نے لاہور کے اپنے دورے میں تمام تقریبات میں شریک حکمرانوں اور ارباب اقتدار حکومت کو بھی بار بار یہ تلقین کی کہ جس مقصد کیلئے پاکستان بنا تھا وہ

مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ (خصوصاً سابق صدر فاروق لغاری کو آپ نے "رابطہ" کے پہلے اجلاس کے اختتام پر اور پھر جامعہ اشرفیہ میں جمعہ کے خطبہ میں واضح طور پر شریعت کے نفاذ کیلئے کہا) کہ پاکستان کو حقیقی معنی میں اسلام کا قلعہ بنانا چاہئیے۔ اور اسکی تہذیب وتمدن اور معاشرت میں واضح طور پر اسلامی اقدار اور روایات کی جھلک نظر آنی چاہئیے۔

لاہور میں حضرت علی میاں مدظلہ چھ روز اس قدر مصروف رہے کہ اچھے خاصے صحت مند اور جوان بھی تھک گئے لیکن حضرت باوجود ضعف نقاہت اور بیماری کے ہر تقریب ہر مجلس میں خندہ پیشانی سے شرکت فرماتے رہے۔ "تاریخ دعوت وعزیمت" کے مصنف حقیقی معنی میں خود بھی دعوت وعزیمت کے عملاً پیکر تھے۔ حضرت علی میاں مدظلہ کی شخصیت کے بے شمار درخشاں پہلو ہیں، جس کا احاطہ وشمار کسی کی بس کی بات نہیں۔ آج قحط الرجال کے اس زمانے میں آپکی شخصیت اور آپکی ذات مبارک ایک ایسے گھنے، تناور اور سبزوشاداب درخت کی مانند ہے جس کے سایہ عافیت کے نیچے عرب وعجم بلکہ سارا عالم اسلام ٹھنڈک محسوس کررہا ہے۔ آپکی ذات مبارک آج کے زمانے میں مشاہیر امت کی واحد زندہ یادگار ہے۔ آپ نے تھوڑے وقت میں اہل پاکستان کو بہت کچھ دیا۔ آپ نے اپنی تمام تقاریر میں جس سوزوساز اور کرب وددرد کے لہجے میں اہل پاکستان بلکہ مسلمانان ملت کو اسلام کی صحیح تعلیمات کو سمجھنے ان پر عمل کرنے کے لیے اور رسومات بدعات اور مغرب اور اسلام دشمن قوتوں کی ریشہ دوانیوں کے متعلق ان کو آگاہ فرمایا۔ حضرت نے اپنے عظیم اصلاحی، فکری، دعوتی، تبلیغی خطابات میں قرآنی آیات، احادیث نبویؐ اور حضرت اقبالؒ کے مومنانہ ومفکرانہ کلام سے سامعین کے مرجھائے اور پژمردہ دلوں میں ایک نیا ولولہ تازہ بھر دیا۔

حضرت علی میاں مدظلہ کی روح پرور مجلسوں میں اس گدا گر حکمت کو جو کچھ حاصل ہوا وہ علم ودانش کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں اور دانش کدوں میں برسوں میں بھی مسیر نہیں ہوسکتا تھا۔

~ یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی   سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

اور یک زمانہ "صحبتے باولیاء" بہتر ازصد سالہ طاعت بے ریا۔ آپ کی ملاقات کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک لحظہ علم وآگہی دانش وحکمت اور فہم وفراست سے مزین تھا۔ اس تہی دامن وبے بضاعت اور کم مایہ نے بڑی کوشش کی کہ ان موجودہ لمحوں اور شب وروز قرب وصال کو غنیمت جان کر ہمیشہ کیلئے قلب ونظر میں جذب کرلوں کیونکہ اسے موقعے باربار حاصل نہیں ہوتے۔

~ اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا   اچھا ہے ملاقات مسیحا وخضر سے

لیکن وفورشوق اور جذب وکیف کی ملی جلی کیفیات نے بہت کچھ ذہن میں یاد رہنے نہیں دیا۔ ورنہ ارادہ تھا کہ اس حکایت شیریں کو خوب پھیلاؤں گا لیکن

ع سیف ہنگام وصال آنکھوں میں آنسو آگئے

اور اب تو گویا محسوس ہوتا ہے کہ ع خواب تھا جوکچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

آپکی صحبت میں اس شکستہ وریختہ، ناکارہ و کم مایہ کو جو خدمت کی چند گھڑیاں میسر آئیں وہ حاصل زیست ہیں۔ حضرت داداجان نوراللہ مرقدہ کی وفات اور جدائی کے بعد پہلی مرتبہ کسی بزرگ کی مجلس میں وہ سکون وہ قرار وہ اطمینان وہ روحانیت اور نورانیت میسر ہوئی کہ قلم کی زبان اور میرے احساسات اس کے بیان سے دونوں قاصر وعاجز ہیں۔ جب مجھے کوئی حضرت سے دور ہونے یا کسی کام کے متعلق تھوڑی دیر کیلئے کہیں جانے کیلئے کہتا تو میں دل میں کہتا کیوں مدتوں سے فراق کی تپش کے مارے ہوئے کو سایہ دیوار یار سے دور کرتے ہو؟ کہ ع بعد مدت کے ملا ہے سایہ دیوار یار

ان پانچ روز میں میرے ساتھ برادرم مولانا حافظ محمد زبیر حسن صاحب موجود رہے انہوں نے بھی خوب خوب خدمت کی سعادت حاصل کی۔ ساتھ میں حافظ خرم اور مولانا حماد اشرفی بھی شریک رہے۔

۲۸ اکتوبر بروز منگل ۱۹۹۷ء رات کو دہلی کیلئے حضرت کی فلائٹ تھی۔ آج کا دن بچھڑنے کا دن تھا۔ صبح سویرے جامعہ اشرفیہ میں برادرم جناب مولانا اجود صاحب کے گھر کے باہر ایک عظیم ہجوم جمع تھا ان سب کی خواہش تھی کہ حضرت سے الوداعی ملاقات ہو۔ حضرت کو ہم لوگ باہر لان میں لے آئے اور لوگ قطاروں میں کھڑے ہوکر حضرت کی کتابوں اور آٹوگراف بکس پر دستخط لیتے رہے میں نے بھی اپنے تمام اسناد اکوڑہ خٹک سے خصوصی طور پر منگوالی تھیں۔ حضرت نے اس پر دستخط فرمائے جو کہ میرے لیے ایک بڑا اعزاز ہے۔ اسی طرح میں نے حضرت کی خدمت میں کئی کتابوں کے سیٹ بھی پیش کیے خصوصاً حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ پر مرتب شدہ عظیم اور بے مثال "الحق" کا نمبر پیش کیا۔ جسے دیکھ کر حضرت بڑے خوش ہوئے۔ اس طرح "الحق" کا پچاس سالہ تقریبات کے حوالے خصوصی پاکستان نمبر بھی پیش کیا۔ حضرت نے ایک مرتبہ استفہاماً میری کم علمی، کم مائگی اور کم عمری کو دیکھ کر فرمایا کہ اچھا اب آپ "الحق" کے ایڈیٹر ہیں؟

رات کو حضرت مدظلہ کو ہم ائرپورٹ چھوڑنے گئے اور حضرت کو الوداع کہا۔ ائرپورٹ تک حضرت کو گاڑیوں کے ایک بڑے جلوس میں لیجایا گیا۔ دل کی دھڑکنیں تیز تھیں اور احساسات وجذبات کا ایک سیل بیکراں سینوں میں موجزن تھا کہ پھر اسطرح کی بھرپور ملاقاتوں اور وصال کا موقعہ میسر آجائے گا۔۔۔۔۔

* بقیہ ص 54 پر